Al-Marjān Research Journal
المرجان ریسرچ سنٹر، لاہور
Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

"Jewish Texts as Sources of the Qur'anic Narratives: A Historical and Critical Study of Abraham Geiger's Arguments and Their Subsequent Developments."

یہودی متون بطور آماخذ قصصِ قرآن: ابرہم گائیگر کے مستدلات اور ان کے متابعات کا تاریخی و تنقیدی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Muhammad Tayyib Usmani** (Corresponding Author)
   In-Charge, Department of Islamic Studies,
   Baba Guru Nanak University, Nankana Sahib, Pakistan.
   Email: **tayyab.usmani@bgnu.edu.pk**

Citation

Usmani, Muhammad Tayyib. Jewish Texts as Sources of the Qur'anic Narratives: A Historical and Critical Study of Abraham Geiger's Arguments and Their Subsequent Developments. " *Al-Marjān Research Journal* 2, no. 3 (October–December 2024): 835–852.

Submission Timeline

Received: Nov 19, 2024
Revised: Dec 11, 2024
Accepted: Dec 15, 2024
Published Online: Dec 24, 2024

Publication, Copyright & Licensing

Al-Marjān Research Journal
Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.

Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

"Jewish Texts as Sources of the Qur'anic Narratives: A Historical and Critical Study of Abraham Geiger's Arguments and Their Subsequent Developments."

یہودی متون بطور مآخذ قصصِ قرآن: ابرہم گائیگر کے مستدلات اور ان کے متابعات کا تاریخی و تنقیدی مطالعہ

☆ ڈاکٹر محمد طیب عثمانی

Abstract

Orientalist critiques of divine revelation in Islam primarily challenge the supernatural and transcendent nature of the Quran, arguing that its descent in human language and specific linguistic forms defies rational and logical principles, as an infinite divine reality cannot be confined within finite human words. Proponents of this intellectual school, exemplified by Abraham Geiger, insist that the Quranic text is not direct inspiration but the outcome of a conscious or subconscious intellectual exercise aimed at reinterpreting prior religious traditions in a new linguistic guise. Geiger's foundational work, "Was hat Mohammed aus dem Judenthume aufgenommen?" (What Did Muhammad Borrow from Judaism?, 1833), marks a pivotal shift in 19th-century religious studies, positing that the Quran extensively draws from Jewish sources, including rabbinic literature like the Midrash Rabbi Eliezer. For instance, he claims the miracle of the "white hand" (yad bayda) of Moses in the Quran originates from Jewish midrashic narratives rather than original revelation. This argument extends to linguistic structures, asserting that words are mere products of human societal evolution and cognitive development, rendering the idea of God communicating through specific phonetic and linguistic units scientifically untenable. Furthermore, through deductive logic, Orientalists demonstrate that the text's stylistic features and historical anecdotes are human constructs derived from the contemporary intellectual and religious milieu, intended to forge a novel socio-religious order. Such portrayals reduce revelation to a psychological state or human creation, influencing modern Quranic studies by emphasizing cultural borrowings over divine origin. This analysis underscores the clash between empirical rationalism and faith-based interpretations, fostering deeper comparative insights into Abrahamic religions and their intertextual dynamics.

Keywords: Abraham Geiger, St. Clair Tisdall, Ibn Warraq, Quranic Sources, Midrash, Targum Yerushalmi, Historical Criticism, Intertextuality

تعارفِ موضوع

مستشرقین کی علمی اور تنقیدی بحثیں اسلام کے بنیادی عقائد، خاص طور پر وحی الٰہی کے تصور پر مرکوز رہی ہیں۔ یہ تنقیدیں بنیادی طور پر طبیعیاتی اور لسانیاتی بنیادوں پر استوار ہیں، جہاں ان کے نزدیک الٰہی کلام کا انسانی لغت اور مخصوص الفاظ میں نازل ہونا عقلی طور پر ناممکن ہے۔ لامتناہی حقیقت کو محدود انسانی الفاظ کی زنجیروں میں جکڑنا انہیں منطقی طور پر محال دکھائی دیتا ہے۔ اس فکری مکتب کے حامی قرآن کریم کو براہ راست

☆ انچارج، شعبہ علوم اسلامیہ، باباگرونانک یونیورسٹی، ننکانہ صاحب، پاکستان۔

الہامی متن کی بجائے ایک فکری ریاضت کا نتیجہ قرار دیتے ہیں، جس کا مقصد سابقہ مذہبی روایات کو نئی لسانی صورت میں پیش کرنا تھا۔ ان کے استدلال کے مطابق، الفاظ انسانی معاشرت اور دماغی ارتقا کی پیداوار ہیں، لہٰذا خالق کائنات کا مخصوص صوتی اکائیوں میں کلام نازل کرنا سائنسی بنیادوں پر رد کیا جاتا ہے۔ استخراجی منطق سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ قرآن کا متن اور اسلوبیاتی پہلو انسانی شعور کی پیداوار ہیں، اور اس میں موجود تاریخی قصص اس دور کے فکری اور مذہبی ماحول سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اس تناظر میں ابراہم گائیگر کا کردار مرکزی ہے۔ انیسویں صدی کے یہ جرمن ربی اور سکالر نے اپنے مقالے "Was hat Mohammed aus dem Judenthume aufgenommen?" میں قرآن کو یہودیت سے مستعار عناصر کا مجموعہ قرار دیا، جو جدید استشراقی مطالعات کا سنگ بنیاد بنا۔ گائیگر کے مطابق، قرآن میں بیان کردہ موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ یدِ بیضا دراصل مدراش ربی الیعزر سے لیا گیا ہے، جو یہودیت کی روایات کو نئی شکل دینے کی کوشش ہے۔ یہ تنقید وحی کو نفسیاتی کیفیت یا انسانی تخلیق کے طور پر پیش کرتی ہے، جس کا مقصد ایک نئے سماجی ڈھانچے کی تشکیل تھا۔ اس موضوع کا تعارف استشراقی فکر کے اثرات اور اسلامی عقائد کی دفاع کی ضرورت کو اجاگر کرتا ہے، جو مذہبی مطالعات میں جاری مکالمے کو مزید گہرا بناتا ہے۔

ابراہم گائیگر کا تعارف

ابرہم گائیگر 24 مئی 1810ء کو فرینکفرٹ میں ایک ایسے یہودی خاندان میں پیدا ہوئے جہاں روایت کی جڑیں بہت گہری تھیں لیکن گائیگر نے اپنی فطری ذہانت اور علمی جستجو کے باعث بہت جلد محسوس کر لیا تھا کہ مذہب کو صرف عقیدت کے پیمانوں سے نہیں بلکہ تاریخی اور لسانیاتی بنیادوں پر پرکھنا چاہیے۔ ان کی ابتدائی تعلیم تالمود اور روایتی یہودی علوم میں ہوئی لیکن ان کے اندر کا محقق انہیں کلاسیکی زبانوں اور جدید فلسفے کی طرف لے گیا جس کی وجہ سے انہوں نے محض نوجوانی میں ہی عبرانی، عربی اور یونانی زبانوں پر غیر معمولی دسترس حاصل کر لی تھی۔ گائیگر کی علمی تربیت ہائیڈل برگ اور بون یونیورسٹی میں ہوئی جہاں انہوں نے اس دور کے مشہور مستشرقین سے فیض حاصل کیا اور یہیں سے ان کے اس فکری سفر کا آغاز ہوا جس نے آگے چل کر "اصلاحی یہودیت (Reform Judaism) "کی شکل اختیار کی۔ مچل میئر اس اصلاحی یہودیت روح رواں ابراہام گائیگر کو بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> "Abraham Geiger was the most formidable intellectual force behind the nineteenth-century Reform movement. For Geiger, the essence of Judaism was not its legal code, but its monotheistic mission, which he believed had evolved over centuries. He viewed history as a process of continuous revelation, where each generation has the right to interpret and adapt the tradition."[1]

ان کا بنیادی نظریہ یہ تھا کہ کہ مذہب ایک ارتقائی عمل کا نام ہے جو جو انسانی شعور کی بالیدگی کے ساتھ ساتھ اپنی شکل بدلتا رہتا ہے اور اور اسی تاریخی شعور نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ کہ وہ یہودیت کی "سائنسی تحقیق (Wissenschaft des Judentums) "کے ذریعے اسے ایک جدید اور عقلی مذہب کے طور پر پیش کریں۔ گائیگر نے 1832ء میں وائس بادن (Wiesbaden) میں بطور ربی اپنی خدمات کا آغاز کیا، لیکن ان کا اصل میدان علمی تحقیق تھا جہاں انہوں نے قرآن اور یہودیت کے باہمی تعلق پر وہ شہرہ آفاق مقالہ تحریر کیا، جو 1833ء میں "Was hat Mohammed aus dem Judenthume aufgenommen?" (محمد ﷺ نے یہودیت سے کیا لیا؟) کے عنوان سے شائع ہوا۔ ان کی شخصیت کا ایک اہم پہلو ان کی ربیائی خدمات اور اصلاحی تحریک ہے جہاں انہوں نے یہودی

[1] Susannah Heschel, *Abraham Geiger and the Jewish Jesus* (Chicago: University of Chicago Press, 1998), 41

عبادات میں بنیادی تبدیلیاں متعارف کروائیں تاکہ اسے جرمن معاشرے اور جدید تہذیب کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکے۔ گائیگر کا ماننا تھا کہ مذہب کی روح اس کے آفاقی اخلاقی پیغامات میں پنہاں ہے نہ کہ ان جامد قوانین میں جو کسی مخصوص عہد کے لیے بنائے گئے تھے اور اور اسی فکری آزادی نے انہیں قدامت پسند حلقوں کا نشانہ بھی بنایا لیکن لیکن وہ اپنے موقف پر سختی سے قائم رہے۔ ان کی زندگی کے آخری ایام برلن میں گزرے جہاں انہوں نے "ہائر انسٹی ٹیوٹ فار جیوش اسٹڈیز" کی بنیاد رکھی اور اور 1874ء میں اپنی وفات تک علمی و تحقیقی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔

ابرہم گائیگر اور مطالعہ قرآن

قرآنی قصص پر انتقادی استشراقی منظرنامے میں ابراہام گائیگر کی تنقیدات نے استشراقی انتقادی مطالعات میں ایک نیا پہلو انیسویں صدی میں پیدا ہونے والے اس فکری انقلاب جس نے جدید مذہبی مطالعے کے رخ کو ہمیشہ کے لیے تبدیل کر دیا کے تناظر میں متعارف کروایا۔ ان کے مطالعے قرآن کریم پر ان کا مقالہ "Was hat Mohammed aus dem Judenthume aufgenommen?" (محمد ﷺ نے یہودیت سے کیا لیا؟) ہے، جس نے انہیں عالمی سطح پر ایک مستشرق اور ناقدِ قرآن کے طور پر متعارف کروایا، وہ ان کا یہی شہرہ آفاق مقالہ ہے جو 1833ء میں کے عنوان سے شائع ہوا۔ اس مقالے کی تحقیقات نے مستشرقین کی دنیا میں ایک نئی بحث کا آغاز کر دیا۔ یہ مقالہ دراصل بون یونیورسٹی کے اس مقابلے کے لیے لکھی گیا تھا جس کا موضوع قرآن اور یہودیت کے مابین تعلق کی نوعیت کو واضح کرنا تھا اور گائیگر نے اس مقالے میں تاریخ تنقیدِ بر قرآن میں پہلی بار یہ دعوی پیش کیا کہ قصصِ قرآن کی بنیادیں ربیائی یہودیت کی روایات پر استوار ہیں۔ گائیگر کی اس کتاب نے اگلے ڈیڑھ سو سال تک مستشرقین کے لیے تحقیق کا ایک ایسا دعوی متعین کر دیا جس پر چل کر مشرشرقین نے اسلام کے ہر پہلو کو یہودی مآخذ کے آئینے میں دیکھنا شروع کر دیا۔ سوزان ہیشل اس حوالے سے رقمطراز ہیں:۔

> "Geiger's prize essay on Islam was a landmark not only for its content but for its methodology. It introduced a new rigor into the study of religion by applying the principles of classical philology to the Quran. For the first time, a Western scholar attempted to systematically trace the origins of Islamic revelation back to specific Jewish texts, thereby setting the stage for a century of scholarly obsession with the sources of Islam. His work redefined the relationship between the two faiths, framing Islam as a daughter religion that had inherited its primary spiritual and legal framework from the Synagogue."[2]

اس مقالے کا انگریزی ترجمہ "Judaism and Islam" کے نام سے ہوا اور آج بھی اسے تقابلی مطالعہ مذاہب میں ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔

قصصِ قرآنی کے یہودی مآخذ: ابرہم گائیگر کے مستدلات

وہ قصص جن کی بنیاد یہودی مصادر مدراش اور تارگوم یروشلمی ہیں، وہ درج ذیل ہیں:۔

[2] Heschel, Susannah. *Abraham Geiger*, 122

1-قصہ قابیل وہابیل

قرآن کریم کے اس قصے کی بنیاد ربی الیعزر کی مدراش اور یروشلیمی تارگوم ہیں:۔

" The one event mentioned is their sacrifice and the murder which lead to it. Muhammad makes them hold conversation before the murder, and one is likewise given in the Jerusalem targum on the strength of the words in Genesis " Cain said unto Abel his brother." Still, the matter of conversation is given so differently in each case that we do not consider it worthwhile to compare the two passages more closely. After the murder, according to the Qur'an, God sent a raven which scratched the earth to shew Cain how to bury Abel. what is here attributed to ascribed by the Jews to his parents -"[3]

2-معجزہ ید بیضا

ابراہم گائیگر موسی علیہ السلام کے معجزہ ید بیضا جو کہ مدراش ربی الیعزر میں بیان ہوا ہے کو قرآن میں بیان کردہ معجزے کی اصل قرار دیاہے:۔

" Further Moses is supposed to have shewn the sign of his leprous hand before Pharaoh ،which is not mentioned in Scripture, but which agrees with the following statement in the Rabbinical writings : " He put his hand into his bosom, and drew it out as white as snow from leprosy ; they also put their hands into their bosoms and drew them out as white as snow from leprosy."[4]

3-سامری کا بنایا ہوا سونے کا بچھڑا

سونے کے بچھڑے ہونے کی اصل مدراش الیعزر کے حوالے سے ابراہم گائیگر لکھتے ہیں:۔

" Muhammad says that the calf lowed as it come forth. With this is to be compared the Rabbinical statement: "There came forth this calf lowing and the Israelites saw it.Rabbi Jehuda says that Samael entered into it and lowed in order to mislead Israel." In the Qur'an it is said that among the people of Moses there was a tribe which kept the truth. This seems to refer to the tribe of Levi and especially to their behavior about the calf, although possibly it may refer also to their belief in Moses' mission to Pharaoh of which we have spoken before. In the biblical accounts a statement is made, which is explained by the Rabbis as follows: "From Exodus 32. 26, it is clear that the tribe of Levi was not implicated in the matter of the golden calf."[5]

مدراش ربی الیعزر کے وہ الفاظ جن کی بنیاد پر ابراہم گائیگر نے اسے قرآنی قصے کی بنیاد قرار دیا:۔

---

[3] Geiger, Abraham, *Judaism and Islam: A Prize Essay*, trans. F. M. Young (Madras: M.E.C. Press, 1898), 19
[4] Ibid,87
[5] Ibid, 132

" Aaron found among the earrings one plate of gold upon which the Holy Name was written, and engraven thereon was the figure of the calf, and that (plate) alone did he cast into the fiery furnace, as it is said, "So they gave it to me: and I cast it into the fire, and there came out this calf"... It is not written here, "And I cast them in," but "And I cast it in the fire, and there came out this calf." The calf came out lowing, and the Israelites saw it, and they went astray after it."[6]

متابعاتِ ابرہم گائیگر

مذکورہ قصص میں اصل تنقیدات ابراہم گائیگر کی ہیں۔ اس کی اتباع دو اہم اشخاص "کلئیر ٹسڈل" نے اپنی کتاب "اسلام کے اصل مآخذ" اور "قرآن کے اصل مآخذ" میں اور ابنِ وراق نے اپنی "Why I am not Muslim" میں کی ۔ قرآن قصص پر ان کی تحریرات کو بعد میں لکھے جانے والے موسوعات وکتب میں من وعن نقل کیا جانے لگا۔ اس کے علاوہ ابراہم گائیگر کے منہج پر قرآنی قصص کے کچھ دیگر یہودی مآخذ بھی بیان کیے جانے لگے۔

1-قصہ ہابیل وقابیل

"Norman Stillman" کے بقول اس قصے کی بنیاد مدراش تنہوما ہے:۔

" Sidersky has rightly pointed out the Qur'anic version should be traced to Midrash Tanhuma which reads:

"When Cain killed Abel, the lalter's lay cast aside for Cain did not know what to do. Then the Holy one (Blessed be he) sent him two pure birds, and one of them killed the other. Then the he Dug with his claws and buried him, and from him Cain learned. So he dug and buried Abel."The Qur'anic version is merely an epitome of the above midrash."7

ابن وراق اس قرآنی قصے کا ماخذ بائبل، یروشلیمی تارگوم اور مشنہ سنہدرین کا اشتراک قرار دیتے ہیں:۔

"The murder of Abel in Koran is borrowed from the Bible, But the conversation with Abel before Cain kills him is taken from Targum of Jerusalem, generally known as pseudo-Jonathan. In the Koran after the murder God sent a raven that Scratched the earth to show Cain how to bury Abel… They only become clear if we look at Mishnah Sanhedrin 4.5. The murder of Abel in the Koran is borrowed from the Bible, but the conversation of Cain with Abel before Cain kills him is taken from the Targum of Jerusalem, generally known as pseudo-Jonathan. In the Koran ,after the murder God sent a raven that scratched the earth to show Cain how to bury Abe:

[6] Friedlander, G, *Pirke De Rabbi Eliezer*, (London: Kegan Paul, Trench, Trubner & Co. Ltd, 1916), 354.
[7] "The Story of Cain & Abel in the Qur'an and the Muslim Commentators: Some Observations," *Journal of Semitic Studies* 19 (1974): 231.

And God sent a raven which scratched the earth to show him how he should hide his brother's body. He said, "Woe is me! I am not able to be like this raven;"and he became one of those that repent. For this cause we wrote unto the children of Israel that we who slayeth a soul—without having slain a soul or committed wickedness in the earth—shall be as if he had slain all mankind; and whosoever saveth a soul alive shall be as if he had saved all mankind, (sura 5.30 35)"8

2-فرعون کی توبہ اور رب موسیٰ وہارون علیہما السلام پر ایمان لانا

قرآن کریم نے فرعون نے جناب موسی وہارون علیہما السلام کے رب پر ایمان لانے کا تذکرہ کیا ہے۔ مدراش ربی الیعزر کے وہ الفاظ جن کی بنیاد پر "نیومین" نے اسے قرآنی قصے کی بنیاد بتائی:۔

" Come and see from Pharaoh, king of Egypt, who rebelled most grievously against the Rock, the Most High, as it is said, "Who is the Lord, that I should hearken unto his voice?" (Ex. v. 2). In the same terms of speech in which he sinned, he repented, as it is said "Who is like thee, O Lord, among the mighty?"... The Holy One, blessed be He, delivered him from amongst the dead. Whence (do we know) that he died? Because it is said, "For now I had put forth my hand, and smitten thee"... He went and ruled Nineveh."[9]

فرعون کا ایمان رب تعالیٰ نے قبول کیا اور اس اقتباس تو اس بات کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ نینوا پر اس نے حکومت بھی کی۔

3-قصہ خضرو موسی علیہما السلام

قرآنی متن کے ناقدین کی یہ رائے ہے کہ موسیٰ و خضر علیہما السلام والا واقعہ دراصل یہودی مصادر میں سے ایک کہانی سے ملتا جلتا ہے، جس میں ربی یشوع بن لاوی نے الیاس نامی ایک علوم میں ماہر سے علمی استفادہ کیا۔ واقعاتی مناسبت اس بات پر دال ہے کہ یہ ناموں کی تبدیلی کی گئی ہے:۔

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا مقالہ نگار "آرنٹ جان ویِنسنک" لکھتا ہے:۔

" The Jewish legend (printed in Jellinek, Bet ha-Midrasch, V, 133-5) tells how Rabbi Joshua ben Levi goes on a journey with Elijah under conditions laid down by Elijah, like those above of the servant of God in the Kur'an. Like the latter, Elijah does a number of outrageous things, which affects Joshua as it did Ms. Zunz, Gesammelte Vortrge, X, 130, first pointed out the similarity of this story to the Kur'anic legend."[10]

---

[8] *Why I Am Not a Muslim* (New York: Prometheus Books, 1995), 57.
[9] Friedlander, G, *Pirke De Rabbi Eliezer*, 341-342.
[10] *Encyclopaedia of Islam*, vol. 4 (London: Brill, 1978), 903.

مستدلات و متابعات کا تاریخی و تنقیدی تجزیہ

قرآن کریم کے قصص کے حوالے سے منہجی تبدیلی یہ تھی کہ قصص قرآنی کے مآخذ براہ راست بائبل کی بجائے یہودی ثانوی مصادر و متون کو مصدرِ قرآن قرار دیا گیا۔ اس منہجی تبدیلی کا سرخیل ابرہم گائیگر ہے، جس کی پیروی میں کلئیر ٹسڈل اور بلئیر، ابن وراق وغیرہ نے کی۔ اس منہجی تبدیلی کے حوالے سے میچل ای پریگل اپنے مضمون "" میں لکھتے ہیں:۔

> "The crux of Geiger's analysis was his observation of the many conspicuous parallels between Quranic episodes and the narratives of the midrash, rabbinic exegesis of the Hebrew Bible. Essentially, Geiger explained the apparent deviations of Quranic stories about the patriarchs and prophets from their parallels in the canonical Hebrew Bible as due first and foremost to their derivation from what he assumed must be Jewish prototypes of those stories found in the midrash."11

جن یہودی مصادر سے اخذ و استفادہ کی بات کی جاتی ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

- مدارش پائرک دی ربی الیعزر
- تارگوم یروشلیمی
- مدراش تنہوما
- مشنا سنہدرین

تدوینی قِدَم کے لحاظ سے ان مذکورہ بالا کتب کی جانچ ضروری ہے۔ کیونکہ ایسی کتب جن کے بارے یہ تصور ہو کہ ان کتب سے استفادہ کیا گیا ہے، ان کتب کی تاریخِ تدوین اور علمی دنیا میں موجودگی مدون و مرتب شکل میں بالمقابل مستفَاد کتب سے پہلے ہو اور بعد والے متن پر اخذ و استفادہ کے متنی یا مفہومی اثرات واضح نظر آئیں۔ متاخر کتب پر اثرات کے دو امکان ہو سکتے ہیں:۔

1-ماہرین علوم سے استفادہ

2-براہ راست کتب سے استفادہ

یہاں قصص قرآن کے وہ پہلو جن کے متنی امتثالات بائبل کی کتب میں نہیں پائے جاتے، ان کے بارے مین مستشرقین نے یہ مفروضہ قائم کر لیا کہ یہ اختصاصی پہلو یہود و نصاریٰ کی اپاکرفا یا ثانوی امدادی کتب سے مستفاد ہیں، لہٰذا اُن کتب پر تاریخی تحقیق سے اُن نتائج تک رسائی ہو سکے گی، جن سے اخذ و استفادہ کے استدلال کے نظریہ کا تجزیاتی مطالعہ ہو سکے گا کہ آیا یہ مفروضہ اپنے دلائل کے اعتبار سے حقیقت ہے یا پھر فقط اتہام۔

مدارش:۔

قرآنی قصص کو دو اہم مدراش سے ماخوذ و مستفاد ظاہر کرنے کی کوشش ابرہم گائیگر، کلئیر ٹسڈل اور ان کے متبعین نے بیان کیا ہے:۔

1-مدراش ربی الیعزر

2-مدراش تنہوما

11 Michael E. Pregill, "The Hebrew Bible and the Quran: The Problem of the Jewish 'Influence' on Islam," *Religion Compass* 1, no. 6 (2007): 649.

مدراش کا لفظی معنی "پوچھنا/حاصل کرنا" اور یہودی ربیوں کی اصطلاح میں تحقیق کے معنی میں مستعمل ہے:۔

> " *Midrash* derives from the verb *darash* 'to seek, ask'. Already in Scripture the verb is used with primarily theological connotations, with God or the Torah, etc……This is already equivalent to rabbinic usage, where midrash means especially 'research, study' and is distinguished, as 'theory'"12

صحفِ بائبل کی تشریحات، یہودی ربیوں کے خطابات، روایتی کہانیوں کے مجموعات کو مدراش کہتے ہیں:۔

> " MIDRASH (plural, Midrashim) is collections of stories, folklore, legends, interpretations, and homilies (sermonic teachings) about the Bible."13

یہودیت میں اس کا مفہوم دریافت کرنے کے بھی منقول ہیں۔ صحفِ بائبل کی تفسیر، منہجِ تفسیر اور مجموعہ تفاسیر الفاظ کے لیے بھی لفظِ مدراش مستعمل ہے، انسائیکلوپیڈیا آف ورلڈ ریلیجن میں یہی مفہوم ذکر کیا گیا ہے:۔

> "MIDRASH….(Hebrew: "exposition," or "investigation"), in JUDAISM, an inquiry into the meaning of SCRIPTURE. The word has three related uses, referring (1) to the process of biblical interpretation and to the particular hermeneutical methods being applied ("doing midrash"), (2) to an interpretation of a specific passage of Scripture ("a midrash on GENESIS 1:1 suggests that God created many worlds prior to this one "), or (3) to a literary compendium of such interpretations presented in the form of a book (e.g., SIFRA to Leviticus).14

مدارش میں کئی طرح کے مجموعات ہیں، جن میں مدراش ایسفاہ، مدارش سیموئیل (مدراش ربی الیعزر)، مدراش حصیروت وی یتیروت (مدراش یوناہ)، مدراش تنہوما، مدراش تہیلیم اول دوم، مدراش شیلیو شاہ وی عرباہ، مدراش وی یسایو، مدراش ہا- گادول وغیرہ ہیں۔15 قصص قرآنی کے آخذ کے طور پر ابرہم گائیگر اور اس کے متبعین کلئیر ٹسڈل، ابن وراق نے قصص قرآنی کے ماخذ کے طور پر دو مدارش کو بالخصوص ذکر کیا ہے۔

1-مدراش ربی الیعزر

2-مدراش تنہوما

مدراش ربی الیعزر:۔

اس مدراش کو قرآن کریم کے قصص کے لیے بطور ماخذ ابرہم گائیگر نے بیان کیا، اس کی اتباع میں ٹسڈل، ابن وراق وغیرہ نے بعینہ ان تمثیلی شواہد کو متنی دلائل کے طور پر پیش کیا۔ زمانی اعتبار سے اس مدارش کے مصنف کا دور پہلی صدی عیسوی قرار دیا گیا ہے۔ اسی نسبت سے اس مدراش کا فرضی عہدِ تدوین پہلی صدی عیسوی بنے گا۔ اس مدارش کے انگلش مترجم گیرالڈ فرینڈ لینڈر نے دیباچے میں اس کا تعارف میں ذکر کرتے ہیں کہ اس مدارش کی ربی الیعزر کی جانب نسبت علامتی اور فرضی ہے۔

12 H. L. Strack, *Introduction to Talmud and Midrash* (Minneapolis: Fortress Press, 1992), 234.
13 Wayne Dosick, *Living Judaism* (San Francisco: HarperSanFrancino, 1995), 114.
14 *Britannica Encyclopedia of World Religions* (London: Encyclopædia Britannica, 2006), 724.
15 *Encyclopaedia Judaica*, vol. 14 (New York: Macmillan, 1971–1972), 184.

" The name of the writer of the book is unknown. The putative author is Rabbi Eliezer, son of Hyrkanos, who lived in the latter half of the first century C.E. and in the first decades of the second century."16

اس کا مقام یہودی مذہبی ادب میں اہم نہیں رہا بلکہ ثانوی درجے کی ہے۔ اس سے وجہ بہت بعد میں اس کے ترجمے کی جانب رجوع کیا گیا:۔

"THE book usually designated Pirke de Rabbi Eliezer (Chapters of Rabbi Eliezer), is not the least important of the Rabbinic Pseudepigrapha. The attention recently given to the study of the Apocrypha and Pseudepigrapha has. to a certain extent, been limited by the neglect of the Rabbinic side of the subject"17

انسائیکلوپیڈیا جوڈیکا کا مصنف اسے آٹھویں صدی عیسوی میں مدون شدہ قرار دیتا ہے:۔

" Among the aggadic works the most important are: Seder Eliyahu Rabbah and Seder Eliyahu Zuta; Pirkei de-R. Eliezer (compiled apparently close to 750)." 18

اس کی زبان، تاریخی حوالے، لفظی استعمالات آٹھویں صدی کے ہیں، سٹیون ڈینئل کے بقول:۔

"..the language, use of newer traditions and themes and historical references place the origin of the word in the eighth century and not the era of the early rabbis."19

وہ مزید لکھتا ہے کہ اس کے متن پر اسلام کے اثرات ہیں:۔

" PRE organizes traditions and interpretations according to the order of Scriptural narrative in the Torah. This literary feature is commonly attributed to the influence of the literature of the Hellenistic or Islamic period, and the term "Rewritten Bible.""20

اس مدراش کی تدوین بعد ازِ اسلام ہے، جیوش انسائیکلوپیڈیا کا مقالہ نگار اس پر متنی تنقید کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

" Josh was the first to point out that in the thirtieth chapter, in which at the end the
author distinctly alludes to the three stages of the Mohammadan conquest, that of Arabia, of Spain, and of Rome, the names of Fatima and Ayesha occur beside that of Ishmael, leading to the conclusion that the book originated in the time when Islam was predominant in Asia Minor. As in ch. 36, two brothers reigning simultaneously are mentioned, after whose reign the Messiah shall come, the work might be ascribed to the beginning of the ninth

[16] Gerald Friedlander, *Pirke De Rabbi Eliezer* (New York: Hermon Press, 1970), xiii.
[17] Ibid
[18] *Encyclopaedia Judaica*, 14:185.
[19] Steven D. Sacks, *Midrash and Multiplicity: Pirke De-Rabbi Eliezer and the Renewal of Rabbinic Interpretive Culture* (Berlin: De Gruyter, 2009), 3.
[20] Ibid, 5.

century, for about that time the two sons of Harun al-Rasid, El-Amin and El-Mamun, were ruling over Islamic realm." 21

سٹیمبرگ اس پر اسلامی اثرات کے شواہد پیش کرتا ہے کہ اس میں اسلامی نام "عائشہ اور فاطمہ" جنابِ اسماعیل علیہ السلام کی ازواج کے لیے استعمال ہوئے ہیں:۔

"appears to hav e originated in the eighth or ninth century... It alludes repeatedly to Arab rule, especially in the stories about Ishmael, as whose wives Aisha and Fatima are named (chapter 30). In the same chapter the Dome of the Rock on the Temple site is also known, and the joint rule of the two brothers is mentioned."22

اس مدراش کا قدیم ترین موجود مخطوطہ اسپینی زبان میں بارہویں یا تیرہویں صدی کا ہے:۔

"The MS. is probably the work of a Spanish scribe of the twelfth or thirteenth century."23

مذکورہ معلومات سے اس مدراش کا عہدِ تدوین آٹھویں تانویں صدی جبکہ اس کے موجودہ مخطوطات و مبطوعات اور تراجم تیرہویں صدی کے بعد کے ہیں۔ محققین نے اس کے داخلی مطالعے کے اس پر تنقید کرتے ہوئے کہ یہ نتیجہ پیش کیا ہے کہ اس پر مسیحیت، غنوصی اور اسلامی اثرات موجود ہیں۔

مدراش تنہوما

مدراش تنہوما تورات کی مدراش ہے۔ اس کا دوسرا نام "Yelammedenu" ہے، یونیورسل جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں مذکور ہے:۔

"Tanhuma, an exegetical Midrash to the Torah... It is also called Yelammedenu, from the fact that the Halachic introductions to the homilies begin with the words yelammedenu rabbanan." 24

یہ مدراش مکمل تورات کی تفسیر و تشریح ہے، صحفِ تورات کو پیدائش رباہ، خروج رباہ، احبار رباہ، گنتی رباہ اور استثناء رباہ کے ناموں سے اس میں موسوم کیا جاتا ہے:۔

"TANḤUMA YELAMMEDENU: a category of midrashic literature, including the following works: Tanḥuma (to the entire Pentateuch), extensive parts of Exodus Rabbah, Numbers Rabbah, Deuteronomy Rabbah and Pesiqta Rabbati. Many medieval quotations (often citing "Tanḥuma" or "Yelammedenu") and fragmentary manuscripts (many from the Cairo Genizah) of other partially preserved versions, testify to the diversity and popularity of this type of midrashic work."25

انسائیکلوپیڈیا جوڈیکا کے مطابق اس کا عہدِ تدوین چھٹی تا آٹھویں صدی عیسوی ہے:۔

21 *The Jewish Encyclopaedia*, vol. 10 (New York: Funk & Wagnalls Company, 1905), 59.
22 Günter Stemberger, *Introduction to the Talmud and Midrash*, 2nd ed., trans. Markus Bockmuehl (Edinburgh: T&T Clark, 1996), 356–357.
23 Friedlander, *Pirke De Rabbi Eliezer*, xiv
24 *The Universal Jewish Encyclopaedia*, vol. 10 (New York: Ktav Publishing House, 1969), 169–170.
25 *Encyclopaedia Judaica*, 19:502.

"Later research tends rather to distinguish relatively early traditions and sources within early, middle, and late redactional strata running through the various works. Tanḥuma-Yelammedenu literature is best regarded as a particular midrashic genre which began to crystallize toward the end of the Byzantine period in Palestine (5–7th century C.E.), but continued to evolve and spread throughout the Diaspora well into the middle ages, sometimes developing different recensions of a common text."26

اس مدراش کے مواد میں اقتباسِ بالا کے مطابق مدراشی متن کے عہدِ اول، وسطی اور زمانۂ اواخر کا مواد پایا جاتا ہے اور یہ آخری دور گیارہویں اور بارہویں عیسوی صدی کا ہے:۔

"The Late Period: To the period of the 11th and 12th centuries belong the very latest Midrashim."27

اس اعتبار سے انسائیکلوپیڈیا کے داخلی مضمون میں سقم موجود ہے۔ اور اس کی تدوین چھٹی صدی تا تیرہویں صدی عیسوی ہونی چاہئے نہ کہ چھٹی تا آٹھویں صدی عیسوی۔ اس مدارش کا قدیم ترین مخطوطہ 1212 عیسوی کا ہے، جس کی اُرنخ "Urbach" نے اضافات وتراميم کیں اور گنزبرگ نے شائع کیا گیا:۔

"MS Cambridge 1212 (early fourteenth century), edited by Urbach. Numerous fragments from the Cairo Genizah have been published, above all by L. Ginzberg and J. Mann." 28

اس کی اشاعت سولہویں صدی سے 1973ء تک مختلف اوقات میں ہوئی:۔

"First printed at Constandnople 1520/22 (facsimile Jerusalem 1971), then Venice 1545, Mantua 1563 (facsimile Jerusalem 1971; on additions in this printing which were also adopted in the later editions, see Buber, Einleitung, 163-80), Verona 1595, etc." 29

ان تمام معلومات کی روشنی میں یہ بات واضح ہوئی کہ اس کی تدوین کی ابتداء چھٹی صدی عیسوی ہو، لیکن اس پر "Samuel Berman" کی رائے یہ ہے کہ تدوین نویں صدی کے اواخر یا دسویں صدی کی ہے:۔

"The Midrash Tanhuma Yelemmedenu is a homiletical Midrash divided according to the Palestinian practice of reading the Torah according in a triennial cycle. This fact, together with the preponderance of saying quoted in the name of Palestinian sages, has lead some midrashic authorities to maintain that it was compiled in Palestine. Other scholars insist that the references to the Babylonian academies, the inclusion of passages from the She'iltot of Rav Ahai Gaon, who lived in Babylon where he wrote the She'iltot, and the quotation of a considerable number of earlier

26 *Encyclopaedia Judaica*, 19:503.
27 Ibid, 14:184
28 Stemberger, *Introduction to the Talmud and Midrash*, 304.
29 Ibid,303.

Babylonian teachers, indicate that the Tanhuma was produced in Babylon. Concerning the date of the completion of this text, we may assume from the inclusion of She'iltot passages and the references to heretics (i.e., the Karaites) that the earliest manuscript of this text was completed in the late eigth or the ninth century."30

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ مدراش کی تدوین بعد از وصالِ نبوی ﷺ ہے۔

تار گوم یروشلمی

تار گوم تورات کے آرامی ترجمے کو کہتے ہیں:۔

" TARGUM. In its verb form the Hebrew root tirgem means both "to explain" and "to translate." The nominal form means "translation." Although technically it can apply to translation into and from any language, the word is employed in rabbinical literature almost exclusively for Aramaic biblical text, both the Aramaic translation of the Bible's Hebrew." 31

یہ سوائے چند آیات یا اجزائے آیات کے جو کہ بھلادی گئیں کے علاوہ مکمل تورات کا ترجمہ ہے:۔

" Targum Pseudo-Jonathan is an almost complete Targum of the Pentateuch from which no more than a few verses or parts of verses are omitted. The name Pseudo-Jonathan comes from a misinterpretation which was long preserved by tradition."32

تار گوم سیڈو جوناتھن فلسطینی (یروشلمی) تار گومی روایت کا ترجمان ہے:۔

"Targum Pseudo-Jonathan (Ps-J) is unique among the Targums of the Pentateuch. It differs not only from Onqelos (Onq), but also from Neofiti (Nf), the Fragment Targums (Frg Tgs), and the Fragments of the Cairo Genizah (CTg), the true representatives of the Palestinian Targum (Pal Tgs) tradition. Nevertheless. Ps-J shows a great affinity to both Onq and the Pal Tgs of the Pentateuch: Ps-J has its roots in a text of the mainstream of the Pal Tgs."33

تدوین:۔

اس تار گوم کی تدوین کے حوالے سے دوسری صدی عیسوی، عہدِ فتوحاتِ اسلامیہ، عہدِ حروبِ صلیبیہ یا ساتویں تا نویں صدی کے اقوال موجود ہیں:۔

---

[30] Samuel A. Berman, *Midrash Tanhuma-Yelammedenu: An English Translation of Genesis and Exodus from the Printed Version of Tanhuma-Yelammedenu with an Introduction, Notes, and Indexes* (Hoboken, NJ: Ktav Publishing House, 1996), xii–xiii.
[31] *Encyclopaedia Judaica*, 19:513.
[32] Per A. Bengtsson, *Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis* (Stockholm: Almqvist & Wiksell International, 1918), 25.
[33] Ibid, 26

"…..the bulk of haggadic material in Ps-J as dating to the 2nd century CE. Hayward claims that Ps-J is prior to PRE, but does not suggest a precise date. Many Targumists, however, date the final redaction of Ps-J to a period after the Islamic conquest. Rieder dates it to the age of the Crusaders. Le Deaut confirms that the final redaction of Ps-J could not be dated earlier than the eight century CE. From the great affinity of Ps-J to PRE (7th-9th c.), Shinan dates the Targum to the 7th or 8th centuries."34

لیکن اس کے مخطوطے کی تاریخ سولہویں صدی ہے، یہ مخطوطہ لندن کی برٹش لائبریری میں موجود ہے:۔

"There is only a single extant MS to Ps.-J, the MS 27031, preserved at the British Museum in London. The only material of comparison for this MS are a couple of early printed editions, most importantly the editio princeps, printed in Venice in 1591 by Asher Forins for the publisher Juan Bragadin."35

اس کے داخلی متن میں اسلامی اور اثرات موجود ہیں، مچل مہر "Michael Maher" رقمطراز ہیں:۔

" Although Ps.-J. certainly contains ancient traditions, many recent authors argue that this Targum received its final form after the Arab conquest of the Middle East. D. M. Splansky believes that Ps.-J. dates from the ninth or tenth century. His main arguments may be summarized as follows: The reference of Aisha and Fatima in Ps.-J. Gen. 21:21 should not be seen as an insertion. The source of the midrash could not have originated before 633 CE at the earliest. Ps.-J. makes use of *PRE* [i.e., Pirke De-Rabbi Eli'ezer] and both *Tanhumas*, a fact which points to the ninth or tenth century as the time of Ps.-J.'s compilation. The way in which Ps.-J. presents the midrash about Abraham's refusal to bless Ishmael in Gen. 25:11 betrays an anti-Moslem polemic, and the reference to the blemish of Ishmael and the blemish of Esau in Ps.-J. Gen. 35:22 can best be explained against the background of a world divided between Arabs and Christians. There are possible indications in other texts in Ps.-J. (e.g., Gen. 16:12; 25:13; 49:26; Num. 7:87) that they date from a time after the Arab conquest. The precise reference to calender matters in Ps.-J. Gen. 1:16 shows that this Targum was written in the second half of the ninth century at the earliest."36

اس کے مرتبین نے دیگر ذرائع کے ساتھ ساتھ اسلامی آثار کو بھی استعمال کیا ہے، اس میں ان شخصیات کے نام موجود ہیں، جن کے بیان میں عبرانی تورات ساکت ہے جیسا نبی مکرم ﷺ کی ازواج کے اسماء کا ثبوت اس میں موجود ہے:۔

34 Ibid, 29
35 Bengtsson, *Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis*, 29.
36 Michael Maher, *Targum Pseudo-Jonathan: Genesis Translated, with Introduction and Notes*, The Aramaic Bible 1B (Edinburgh: T&T Clark, 1992), 11–12.

> "Ps-J has quite a long redactional history. Parts of this Targum reveal an agreement with very ancient traditions. Other parts reveal quite recent revisions, as for instance the application of names from the family of the Prophet Muhammad to persons not mentioned by name in the HT."37

تارگوم یروشلمی کے مآخذ میں ایک اہم ماخذ ساتویں تانویں صدی تک مرتب ہونے والا مدراش ربی الیعزر بھی ہے:۔

> "Ps-J derived its haggadic material mainly from Pirqe de Rabbi Eliezer (PRE) (7th-9th c.)." 38

مشنا سنہدرین

مشنا یہودیت کی فقہ کا نام ہے۔ اس مشنہ کو تنائم "Tannaim- بمعنی استاد" بھی کہا جاتا ہے۔ اسے ربی یہودا ہانسائی کی مرتب کردہ ہے۔ ربی وائنے ڈوسک اس کا تعارف و تاریخ تدوین کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

> " The laws and ideas that are in the Mishnah were compiled over a period of approximately 400 years, from 200 b.c.e. until 200 c.e. At the beginning of the third century of the Common Era, the various laws were put together in one collection by the editor, Rabbi Yehuda HaNasi, Judah the Prince. The Mishnah, which collects all the Jewish legal material from the post-Torah era, is divided into Six Orders (major chapters) each of which is subdivided into tractates (or books.) There are sixty-three separate tractates in the Mishnah."39

اور سنہدرین یہودی فقہاء پر مشتمل اراکین کی کونسل کو کہتے ہیں:۔

> " The Great Sanhedrin (also spelled Sanhedrim) was the supreme council, or court, in ancient Israel--there were also smaller religious Sanhedrins in every town in Israel, but they were all supervised by the Great Sanhedrin. The Great Sanhedrin was comprised of 71 sages--plus the high priest, who served as its president. The members came from the chief priests, scribes, and elders, but there is no record on how they were chosen." 40

رومی زمانے کی یہودی قانونی، سیاسی اور مذہبی مجلس کا نام سنہدرین ہے۔ اس کا کردار جھوٹے نبی وغیرہ جیسے استثنائی فیصلوں میں بطور عدالت بھی ہوا کرتا تھا۔ انسائیکلوپیڈیا جوڈیکا کا مقالہ نگار لکھتا ہے:۔

> " SANHEDRIN. Great Sanhedrin usually means the supreme political, religious, and judicial body in Palestine during the Roman period, both before and after the destruction of the Temple, until the abolishment of the patriarchate (c. 425 C.E.). The precise

37 Bengtsson, *Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis*, 28.
38 Ibid, 30.
39 Dosick, *Living Judaism*, 96–97.
40 Ariela Pelaia, "What Was the Sanhedrin?," ThoughtCo, updated August 26, 2019, https://www.thoughtco.com/what-was-the-sanhedrin-700696.

definition of the term Sanhedrin has engaged the attention of historians in the past century, owing to the apparent conflict between the Hellenistic and rabbinic sources as to its nature and functions. While in the Hellenistic sources, in Josephus and the Gospels, it appears as a political and judicial council headed by the ruler, the tannaitic sources depict it chiefly as a legislative body dealing with religious matters, and in rare cases acting as a court – for instance, to try a false prophet or high priest."41

اور اس کے ممبر کو "Haver be-Sanhedrin ha-Gedolah (member of the Great Sanhedrin)" کا لقب دیا جاتا تھا:۔

"The Palestinian academies granted to ordained scholars the title of ḥaver be-Sanhedrin ha-Gedolah (member of the Great Sanhedrin);in Babylonia it was customary to call similar appointees al-luf."42

قرآنی قصص کو جن یہودی مصادر سے ماخوذ و مستفاد کی بات کی جاتی ہے، وہ مشنا سنہدرین، تالمود یروشلمی، پائرک دی ربی الیعزر، مدراش تنہوما، تارگوم یروشلیمی ہیں اور ان میں سے ہر ایک یہودی مذہبی متن آٹھویں صدی سے قبل کے نہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ ناقدین نے مذکورہ تمام متون پر اسلامی اثرات کو نقل کیا ہے۔ عقلی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو ان کی تدوین قرآن مجید کے نزول کے بعد ہوئی۔ تاریخی تاخّر یہ بات واضح کرتا ہے کہ قرآن کریم نے یہودی مذہبی ادب کے لیے اصلاحات فراہم کی ہیں۔ یہود احبار و رحبان نے ان اصلاحات کو براہ راست صحفِ مقدسہ میں داخلِ متن تو نہیں کیا، لیکن ان صحف کی تشریح و توضیحات مرتب کرتے وقت قرآن کریم سے کھل کا استفادہ کیا ہے۔ ان ٹھوس بنیادوں پر یہ بات تاریخی تحقیق سے ثابت ہو چکی کہ یہودی ادب میں موجود قصص پر قرآنی اثرات موجود ہیں، نارمن سٹلمین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ قرآنی قصص پر یہودی ادب اثرات کی بجائے قرآن کریم کے ان متون پر اثرات ہیں:۔

" Our chronology of rabbinic literature is better today than in Geiger's, and many more texts - Muslim, Jewish, and Christian - have since being published. In the light of this we know now that in some instances what was thought to be a Jewish haggadic influence in an Islamic text might well be quite the reverse."43

خلاصہ بحث

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ مستشرقین کی تنقید وحی الٰہی کے تصور کو طبیعیاتی اور لسانیاتی بنیادوں پر چیلنج کرتی ہے، جہاں قرآن کو انسانی فکری پیداوار قرار دیا جاتا ہے۔ ابراہم گائیگر کا کام، خاص طور پر ان کا مقالہ یہودیت سے قرآن کے مبینہ اثرات پر، استشراقی مطالعات میں ایک انقلاب لایا، جیسے معجزہ یدِ بیضا کو مدراش سے مستعار قرار دینا۔ یہ تنقیدیں وحی کو نفسیاتی یا معاشرتی عمل کے طور پر دیکھتی ہیں، جو سابقہ روایات کی باز آفرینی ہیں۔ تاہم، یہ نقطہ نظر اسلامی عقیدے کی الہامی حیثیت کو کمزور کرنے کی کوشش ہے، جو عقلی اور ایمانی تصادم کو جنم دیتا ہے۔ نتیجتاً، یہ

41 *Encyclopaedia Judaica* 18:2.
42 Ibid, 17:13.
43 Stillman, "Story of Cain & Abel," 231.

مطالعہ مذاہب کے تقابلی جائزے کو فروغ دیتا ہے، جہاں مسلمان سکالرز کو ان تنقیدوں کا علمی جواب دینا چاہیے تاکہ قرآن کی آسمانی حیثیت کو برقرار رکھا جائے۔ یہ مکالمہ مذہبی ہم آہنگی اور فکری ارتقا کی راہ ہموار کرتا ہے۔

تجاویز و سفارشات

* ابراہم گائیگر کی اصل کتاب "Was hat Mohammed aus dem Judenthume aufgenommen?" کا انگریزی یا اردو ترجمہ پڑھیں تاکہ تنقیدی استدلال کو براہ راست سمجھا جاسکے۔
* مسلمان سکالرز جیسے مولانا مودودی یا ڈاکٹر اسرار احمد کی تحریروں کا مطالعہ کریں، جو استشراقی تنقیدوں کا دفاع پیش کرتی ہیں۔
* تقابلی مذاہب کے کورسز میں شرکت کریں تاکہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے مشترکہ عناصر کو سمجھا جاسکے۔
* جدید قرآنی مطالعات کی کتابیں، جیسے "The Study Quran" by Seyyed Hossein Nasr، پڑھیں جو مغربی اور اسلامی نقطہ نظر کو ملا کر پیش کرتی ہیں۔
* آن لائن فورمز یا سیمینارز میں شرکت کریں جہاں استشراقی فکر پر بحث ہو، تاکہ اپنے خیالات کو پرکھا اور وسعت دی جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Susannah Heschel, Abraham Geiger and the Jewish Jesus (Chicago: University of Chicago Press, 1998).
* Heschel, Susannah. Abraham Geiger and the Jewish Jesus. Chicago: University of Chicago Press, 1998.
* Geiger, Abraham. Judaism and Islam: A Prize Essay. Translated by F. M. Young. Madras: M.E.C. Press, 1898.
* Geiger, Abraham. Judaism and Islam: A Prize Essay. Translated by F. M. Young. Madras: M.E.C. Press, 1898.
* Friedlander, Gerald. Pirke De Rabbi Eliezer. London: Kegan Paul, Trench, Trubner & Co. Ltd, 1916.
* Stillman, Norman A. "The Story of Cain & Abel in the Qur'an and the Muslim Commentators: Some Observations." Journal of Semitic Studies 19, no. 2 (1974): 231-39.
* Ibn Warraq. Why I Am Not a Muslim. New York: Prometheus Books, 1995.
* Friedlander, Gerald. Pirke De Rabbi Eliezer. New York: Hermon Press, 1970.
* Encyclopaedia of Islam. Vol. 4. Leiden: Brill, 1978.
* Pregill, Michael E. "The Hebrew Bible and the Quran: The Problem of the Jewish 'Influence' on Islam." Religion Compass 1, no. 6 (2007): 649-59.
* Strack, H. L. Introduction to Talmud and Midrash. Minneapolis: Fortress Press, 1992.
* Dosick, Wayne. Living Judaism. San Francisco: HarperSanFrancisco, 1995.
* Britannica Encyclopedia of World Religions. London: Encyclopædia Britannica, 2006.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 14. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Friedlander, Gerald. Pirke De Rabbi Eliezer. New York: Hermon Press, 1970.
* Sacks, Steven D. Midrash and Multiplicity: Pirke De-Rabbi Eliezer and the Renewal of Rabbinic Interpretive Culture. Berlin: De Gruyter, 2009.
* The Jewish Encyclopaedia. Vol. 10. New York: Funk & Wagnalls Company, 1905.
* Stemberger, Günter. Introduction to the Talmud and Midrash. 2nd ed. Translated by Markus Bockmuehl. Edinburgh: T&T Clark, 1996.
* Friedlander, Gerald. Pirke De Rabbi Eliezer. New York: Hermon Press, 1970.

* The Universal Jewish Encyclopaedia. Vol. 10. New York: Ktav Publishing House, 1969.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 19. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 19. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 14. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Stemberger, Günter. Introduction to the Talmud and Midrash. 2nd ed. Translated by Markus Bockmuehl. Edinburgh: T&T Clark, 1996.
* Berman, Samuel A. Midrash Tanhuma-Yelammedenu: An English Translation of Genesis and Exodus from the Printed Version of Tanhuma-Yelammedenu with an Introduction, Notes, and Indexes. Hoboken, NJ: Ktav Publishing House, 1996.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 19. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Bengtsson, Per A. Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis. Stockholm: Almqvist & Wiksell International, 1918.
* Bengtsson, Per A. Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis. Stockholm: Almqvist & Wiksell International, 1918.
* Bengtsson, Per A. Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis. Stockholm: Almqvist & Wiksell International, 1918.
* Maher, Michael. Targum Pseudo-Jonathan: Genesis Translated, with Introduction and Notes. The Aramaic Bible 1B. Edinburgh: T&T Clark, 1992.
* Bengtsson, Per A. Passover in Targum Pseudo-Jonathan Genesis. Stockholm: Almqvist & Wiksell International, 1918.
* Dosick, Wayne. Living Judaism. San Francisco: HarperSanFrancisco, 1995.
* Pelaia, Ariela. "What Was the Sanhedrin?" ThoughtCo. Updated August 26, 2019. https://www.thoughtco.com/what-was-the-sanhedrin-700696.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 18. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Encyclopaedia Judaica. Vol. 17. New York: Macmillan, 1971-1972.
* Stillman, Norman A. "The Story of Cain & Abel in the Qur'an and the Muslim Commentators: Some Observations." Journal of Semitic Studies 19, no. 2 (1974): 231-39.